نمازتراویح

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

تراويح كي فضيلت :

قیام رمضان کو ''تراویح'' کہا جاتا ہے،اس کے کئی نام ہیں۔ اس کو چھوڑنا بہت سارے اجر وثواب سے محرومی کا باعث بن سکتا ہے۔

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ» .

''جس نے ایمان سمجھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا، اس کے پہلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 37، صحيح مسلم : 173/759)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ، فَيَقُولُ : «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ»، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى

ذٰلِكَ .

''رسول کریم ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے: جو ایمان سمجھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے قیامِ رمضان کرے گا، اس کے پہلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، آپ وجوبی حکم نہیں دیتے تھے، قیام رمضان آپ ﷺ کی وفات تک بغیر جماعت کے چلتا رہا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں بھی معاملہ یونہی رہا۔''

(صحیح مسلم: 174/759)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ، فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، أَوِ الرَّابِعَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ، قَالَ : «قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ، إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ»، قَالَ : وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ .

''رسول اکرم ﷺ نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نماز پڑھی، آپ ﷺ کی اقتدا میں لوگوں نے بھی نماز پڑھی، اگلی رات نماز پڑھائی، تو نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی، پھر لوگ تیسری یا چوتھی رات بھی جمع ہوئے، لیکن آپ ﷺ نماز کے لئے نہ نکلے۔ صبح ہوئی، تو فرمایا: میں نے آپ کا شوق

عبادت دیکھا، لیکن باہر اس لئے نہیں آیا کہ کہیں آپ پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے، راوی کہتے ہیں: یہ رمضان کا واقعہ ہے۔''

(صحیح البخاري: 1129، صحیح مسلم: 177/761، واللّفظ لهٗ)

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ، فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَذْكُرُونَ ذٰلِكَ، فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ، فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ، عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهٖ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَفِقَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ يَقُولُونَ : الصَّلَاةَ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ .

''رسول اکرم ﷺ دوسری رات تشریف لائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ لوگ اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ تیسری رات مسجد میں نمازی بڑھ گئے۔ آپ ﷺ تشریف لائے، لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ چوتھی رات مسجد تنگی داماں کا شکوہ کرنے لگی، مگر آپ ﷺ تشریف نہ لائے، حاضرین مسجد کہنے لگے: نماز (تراویح)! لیکن رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے وقت ہی تشریف لائے۔''

(صحیح البخاري: 2012، صحیح مسلم: 178/761)

⑤ دوسری روایت میں ہے:

«خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ، فَتَعْجِزُوا عَنْهَا» .

''مجھے خدشہ ہوا کہ قیام اللیل فرض نہ ہو جائے اور آپ اس سے عاجز آ جائیں۔''

(صحيح البخاري : 924، صحيح مسلم :178/761)

٦ **سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ، لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ، قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، قَالَ : فَقَالَ : «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ»، قَالَ : فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ، لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ، جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَّفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قَالَ : قُلْتُ : وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ : السُّحُورُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِقِيَّةَ الشَّهْرِ .

''ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے قیام نہیں کروایا، تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کروایا۔ چوبیسویں کو قیام نہیں کروایا، پھر پچیسویں کو نصف رات تک قیام کروایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش کہ آپ پوری رات قیام کرواتے۔ فرمایا: باجماعت نماز پڑھنے پر پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ چھبیسویں رات قیام نہیں کروایا۔ ستائیسویں شب صحابہ کرام کو بمع اہل وعیال قیام کروایا، تا

آنکہ ہمیں خدشہ ہوا کہ ہم ''فلاح'' سے محروم نہ رہ جائیں۔ راوی نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ کہا: سحری۔ پھر بقیہ ایام قیام نہیں کروایا۔''

(مسند الإمام أحمد : 159/5، سنن أبي داوٗد : 1375، سنن النسائي : 1606، سنن الترمذي : 806، سنن ابن ماجه : 1327، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

احْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَيْرَةً بِّخَصَفَةٍ، أَوْ حَصِيرٍ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيهَا، قَالَ : فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَّجَاءُ وا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهٖ، قَالَ : ثُمَّ جَاءُ وا لَيْلَةً، فَحَضَرُوا، وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ، قَالَ : فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهٗ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهٖ، إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ» .

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی یا کھجور کی چھال کا خیمہ بنایا، گھر سے نکل کر اس میں قیام اللیل کے لئے داخل ہوئے۔ صحابہ کرام آپ کے پیچھے ہو لیے اور آپ کی اقتدا میں قیام کرنے لگے۔ اگلی رات آئے، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

آنے میں تاخیر کر دی، لوگوں نے شور کیا اور دروازے کو کنکریاں ماریں۔ رسول اللہ ﷺ غصہ میں باہر آئے اور فرمایا: آپ کا شوق عبادت ایسا ہی رہا، تو مجھے لگا کہ آپ پر یہ نماز (مسجد میں ادا کرنا) فرض کر دی جائے گی۔ گھروں میں نماز پڑھا کریں، فرض نماز کے علاوہ مرد کی سب سے بہترین نماز گھر میں ہی ہے۔''

(صحيح البخاري: 731، صحيح مسلم: 213/781، واللّفظ لهٗ)

⑧ سیدنا ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ، فَرَآى نَاسًا فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يُصَلُّونَ، فَقَالَ: «مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟»، قَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَّيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَّقْرَأُ، وَهُمْ مَّعَهٗ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهٖ، قَالَ: «قَدْ أَحْسَنُوا»، أَوْ «قَدْ أَصَابُوا»، وَلَمْ يَكْرَهْ ذٰلِكَ لَهُمْ.

''رسول اکرم ﷺ رمضان کی ایک رات تشریف لائے، صحابہ کرام کو مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھتے دیکھا، تو دریافت کیا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ کسی نے کہا: اللہ کے رسول! انہیں قرآن یاد نہیں۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قرأت کر رہے ہیں اور یہ ان کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا: انہوں نے اچھا کیا ہے اور درستی کو پہنچے ہیں۔ آپ ﷺ نے اسے ناپسند نہیں کیا۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي: 495/2، معرفة السّنن والآثار للبيهقي: 303/2، ح: 1363، وسندهٗ حسنٌ)

⑨ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِينَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهٗ لَيْلَةَ خَمْسٍ وَّعِشْرِينَ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهٗ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَّعِشْرِينَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ لَّا نُدْرِكَ الْفَلَاحَ، وَكَانُوا يُسَمُّونَهُ السُّحُورَ.

''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کی تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کیا۔ پھر پچیسویں کو نصف رات، ستائیسویں کو اتنا لمبا قیام کیا کہ ہمیں سحری فوت ہونے کا خدشہ ہوا۔''

(مسند الإمام أحمد: 272/4، سنن النّسائي: 1607، وسندہٗ صحيحٌ)

امام حاکم نے رحمہ اللہ (440/1) نے اس حدیث کو ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔

⑩ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ، لَّكَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ، فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرٰى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ: نِعْمَ

الْبِدْعَةُ هٰذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ، يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ .

''میں رمضان کی ایک رات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، لوگ مختلف گروہوں میں منقسم تھے۔ کوئی آدمی اکیلا اور کوئی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے مطابق انہیں ایک قاری پر جمع کر دیا جائے، تو بہت اچھا ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عزم مصمم کر لیا اور لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کر دیا۔ ایک رات پھر میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا۔ لوگ ایک قاری کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تجدید نو کیا خوب ہے! البتہ ان سے وہ افضل ہیں، جو اس وقت سو جاتے ہیں اور آخری پہر قیام کرتے ہیں۔''

(صحيح البخاري: 2010)

⑪ سیدنا عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأَدَّيْتُ الزَّكَاةَ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَقُمْتُهُ، فَمِمَّنْ أَنَا؟، قَالَ: «مِنَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ» .

''ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کلمہ توحید کی گواہی دوں، آپ کی رسالت کا اقرار کروں، پانچوں نمازیں پڑھوں، زکوۃ ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور تراویح ادا کروں، تو میرا شمار کن میں ہوگا؟ فرمایا: صدیقوں اور شہیدوں میں۔''

(مسند البزّار : 25، صحيح ابن خزيمة : 2212، صحيح ابن حبّان : 3438، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرْجُوْا أَنَّهُ اسْنَادٌ حَسَنٌ أَوْ صَحِيْحٌ.

''امید ہے کہ سند حسن یا صحیح ہے۔''(مجمع الزّوائد : 46/1)

رکعات تراویح :

تراویح سنت آٹھ رکعات ہی ہیں، جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، جناب انور شاہ، کشمیری، دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

لَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِيمِ أَنَّ تَرَاوِيحَهٗ كَانَتْ ثَمَانِيَةَ رَكْعَاتٍ، وَّلَمْ يَثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِّنِ الرِّوَايَاتِ أَنَّهٗ صَلَّى التَّرَاوِيْحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلٰى حِدَةٍ فِي رَمَضَانَ.

''یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نمازِ تراویح آٹھ رکعت تھی اور کسی ایک روایت سے بھی ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان میں تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ پڑھی ہوں۔''

(العَرف الشّذي : 166/1)

مولانا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

''ابن ہمام (نے) آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے، سو یہ قول طعن کے قابل نہیں۔''(براہین قاطعہ : 18)

مزید لکھتے ہیں:

''سنت موکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے، اگر اختلاف ہے، تو

بارہ میں۔'' (براہین قاطعہ :195)

مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں:

''بیماروں کو تو کہہ دیتا ہوں کہ تراویح آٹھ پڑھو، مگر تندرستوں کو نہیں کہتا۔''

(الکلام الحسن، حصہ دوئم، ص89)

مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی لکھتے ہیں:

''اگرچہ نبی کریم ﷺ سے آٹھ تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی ہے۔'' (علم الفقہ : 198)

یہی بات علامہ ابن ہمام حنفی (فتح القدير : 81/46)، علامہ عینی حنفی (عمدة القاري : 171/17)، ابن نجیم حنفی (البحر الرائق : 62/6)، ابن عابدین شامی حنفی (رد المحتار : 521/1)، ابوالحسن شرنبلانی حنفی (مراقي الفلاح : 442)، طحطاوی حنفی (حاشية الطّحطاوي على الدر المختار :295/1) وغیرہم نے ذکر کی ہے۔

ہمارے حنفی بزرگوں کے آٹھ رکعت مسنون تراویح کے فیصلے کے بعد اب انتہائی اختصار کے ساتھ دلائل ملاحظہ ہوں:

① ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قیام رمضان کی کیفیت کیا تھی؟ فرمایا:

مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''رمضان ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ ﷺ (اکثر) گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1147، 2013، صحيح مسلم : 738)

جمہور علما ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے آٹھ رکعت تراویح ثابت کرتے ہیں، جیسا کہ

❁ علامہ ابوالعباس، احمد بن عمر بن ابراہیم، قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثُمَّ اخْتُلِفَ فِي الْمُخْتَارِ مِنْ عَدَدِ الْقِيَامِ ---، وَقَالَ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ : إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، أَخْذًا بِحَدِيثِ عَائِشَةَ الْمُتَقَدِّمِ .

'' قیام کے مختار عدد میں اختلاف ہے۔ ...... کثیر علمائے کرام نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی مذکورہ حدیث سے دلیل لیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ گیارہ رکعات ہیں۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 2/389-390)

اس حدیث کی شرح میں جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

فِي الصِّحَاحِ صَلَاةُ تَرَاوِيحِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ثَمَانِي رَكْعَاتٍ، وَفِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى وَغَيْرِهٖ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ مِّنْ جَانِبِ أَبِي شَيْبَةَ، فَإِنَّهٗ ضَعِيْفٌ اتِّفَاقاً عِشْرُوْنَ رَكْعَةً، وَأَمَّا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً الْآنَ، إِنَّمَا هُوَ سُنَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ، وَيَكُونُ مَرْفُوعًا حُكْمًا، وَإِنْ لَّمْ نَجِدْ إِسْنَادَهٗ قَوِيًّا .

''صحیح احادیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح آٹھ رکعات ہی ثابت ہے اور سنن کبریٰ وغیرہ میں بیس رکعتوں والی روایت ضعیف سند کے ساتھ ابو شیبہ سے آئی ہے، جو کہ بالاتفاق ضعیف راوی ہے۔ اب بیس رکعتیں

خلفائے راشدین کی سنت ہے اور مرفوع کے حکم میں ہے، اگرچہ ہمیں (نبی کریم ﷺ سے) کوئی قوی سند نہیں ملی۔''

(العرف الشذي :1/101)

دیکھئے! شاہ صاحب آٹھ رکعت تراویح نبی کریم ﷺ سے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت کر رہے ہیں اور ساتھ ہی اپنے فرما رہے ہیں کہ ہم بیس رکعت تراویح نبی کریم ﷺ سے قوی سند کے ساتھ نہیں پا سکے۔

آپ خود اندازہ فرمائیں کہ ایک مسئلہ، جو قوی سند کے ساتھ ثابت بھی نہ ہو، پھر صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث کے خلاف بھی ہو، تو اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

اس کے علاوہ خلفائے راشدین سے کسی جھوٹی اور من گھڑت روایت سے بھی بیس رکعت تراویح پڑھنا ثابت نہیں ہے، لہٰذا بیس رکعت تراویح کو خلفائے راشدین کی سنت قرار دینا صریح خطا ہے۔

جناب انور شاہ کشمیری صاحب کے علاوہ متعدد حنفی فقہا نے بھی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو آٹھ رکعت تراویح کی دلیل بنایا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں ہے، یہ ایک ہی نماز کے دو مختلف نام ہیں۔

(فيض الباري : 2/420 وغيرهٗ)

② سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَّأَوْتَرَ .

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ماہِ رمضان میں آٹھ رکعت نمازِ تراویح اور وتر

پڑھائے۔''

(مسند أبي يعلٰی : 326/2، المعجم الصّغير للطّبراني : 190/1، فتح الباري لابن حجر : 12/3، وسندهٗ حسنٌ)

عیسیٰ بن جاریہ جمہور محدثین کے نزدیک ''موثق، حسن الحدیث'' ہیں۔

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1070) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2409) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ وَسَطٌ .

''اس کی سند حسن ہے۔'' (ميزان الاعتدال في نقد الرّجال : 311/3)

③ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے آج رات ایک کام کیا ہے۔ فرمایا: اُبی! وہ کیا؟ عرض کیا: میرے گھر کی عورتوں نے کہا: ہم قرآنِ کریم نہیں پڑھی ہوئیں، لہٰذا ہم آپ کے ساتھ قیام کریں گی:

فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرْتُ، قَالَ : فَكَانَ شِبْهَ الرِّضَا، وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا .

''میں نے انہیں آٹھ رکعت تراویح پڑھائیں، پھر وتر پڑھائے۔ اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی کا اظہار فرمایا۔''

(مسند أبي يعلیٰ : 362/2، زوائد مسند الإمام أحمد : 115/5، المعجم الأوسط للطّبراني : 141/4، قيام اللّيل للمروزي : 217، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (2550) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ہیثمی رحمہ اللہ

نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔(مجمع الزّوائد : 74/2)

④ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَّتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَّقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو گیارہ رکعت تراویح (مع وتر) پڑھانے کا حکم دیا۔''

(الموطّأ للإمام مالك : 138، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 293/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 496/2، مشكاة المصابيح :407/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم صحیح بخاری وصحیح مسلم والی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے عین مطابق ہے۔

ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں آٹھ رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا، نیز اس سے بیس رکعت تراویح کے قائلین وعاملین کا رد ہوتا ہے اور ان کا بیس رکعتوں کے سنت مؤکدہ ہونے کا نظریہ خطا قرار پاتا ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ ہم بیس رکعت نمازِ تراویح اس لیے پڑھتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات پڑھی تھیں۔لیکن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت ادا کرنا ثابت نہیں ہوسکتا، بلکہ عہدِ فاروقی میں آٹھ رکعت تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع تھا۔

⑤ سیدنا سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيٍّ وَّتَمِيمٍ، فَكَانَا يُصَلِّيَانِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کیا۔ وہ دونوں گیارہ رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 391/2، 392، تاريخ المدينة للإمام عمر بن شبّه : 713/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''ہم (صحابہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعات (تراویح) پڑھتے تھے۔''

(سنن سعيد بن منصور، نقلا عن الحاوي للفتاوي للسّيوطي : 349/1، حاشية آثار السّنن للنيموي الحنفي : 250، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ سبکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ فِي غَايَةِ الصِّحَةِ .

''اس کی سند انتہا درجے کی صحیح ہے۔''

(شرح المنهاج، نقلا عن الحاوي للفتاوي : 350/1)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت تراویح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو وتر سمیت گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل و تکمیل میں گیارہ رکعت تراویح پڑھائی اور صحابہ کرام نے پڑھی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بیس رکعات تراویح کے دلائل کا جائزہ :

بیس رکعت تراویح کو مسنون قرار دینا درست نہیں، اس کے دلائل کا علمی و تحقیقی، مختصر، مگر جامع جائزہ پیش خدمت ہے:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 294/2، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 496/2، المعجم الكبير للطّبراني :393/11)

تبصرہ :

سخت ''ضعیف'' ہے، کیوں کہ ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ''متروک الحدیث'' ہے۔ جمہور نے اسے 'ضعیف'' کہا ہے۔

علامہ قدوری حنفی (368-428ھ) نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(التجريد للقدوري :203/1)

علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

هُوَ مَعْلُولٌ بِأَبِي شَيْبَةَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُثْمَانَ، جَدِّ الْإِمَامِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ، وَلَيَّنَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ، ثُمَّ إِنَّهٗ مُخَالِفٌ لِّلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ : كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ : مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''یہ روایت ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے معلول (ضعیف) ہے، جو کہ امام ابو بکر بن ابو شیبہ کا دادا ہے۔ اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ امام

ابن عدی رحمہ اللہ نے الکامل میں اسے کمزور قرار دیا ہے۔ نیز یہ روایت اس صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے، جس میں ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔''

(نصب الرّاية : 153/2)

ابو شيبه كي روايت اور علمائے احناف :

(ا) مولانا انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَحَّ عَنْهُ ثَمَانُ رَكْعَاتٍ، وَأَمَّا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً، فَهُوْ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ وَعَلٰى ضَعْفِهِ اتِّفَاقٌ .

''آٹھ رکعات تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہیں اور بیس رکعت کی روایت ضعیف ہے، اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔''

(العَرف الشّذي :166/1)

(ب) مولانا عبدالشکور فاروقی صاحب نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(علم الفقه، ص 198)

(ج) مفتی دارالعلوم دیوبند، مولانا عزیز الرحمان صاحب لکھتے ہیں:

''ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔''

(فتاوی دارالعلوم دیوبند :249/1)

(د) ابن عابدین شامی حنفی (1252ھ) لکھتے ہیں:

ضَعِيْفٌ بِأَبِي شَيْبَةَ، مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ، مَعَ مُخَالِفَتِهٖ لِلصَّحِيحِ .

''حدیث ضعیف ہے، کیوں کہ ابو شیبہ (ابراہیم بن عثمان) بالاتفاق ضعیف ہے، نیز یہ حدیث (صحیح بخاری وصحیح مسلم کی) صحیح (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بھی خلاف ہے۔''(منحة الخالق : 66/2)

یہی بات علامہ ابن ہمام حنفی (فتح القدير : 81/46)، علامہ عینی حنفی (عمدة القاري : 177/17)، ابن نجیم حنفی (البحر الرائق : 62/6)، ابن عابدین شامی حنفی (رد المحتار : 521/1)، ابو الحسن شرنبلانی حنفی (مراقي الفلاح : 442)، طحاوی حنفی (حاشية الطّحطاوي على الدر المختار :295/1) وغیرہم نے بھی کہی ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيْفٌ جِدًّا، لَّا تُقُومُ بِهٖ حُجَّةٌ .

''یہ حدیث سخت ترین ضعیف ہے، اس سے حجت و دلیل قائم نہیں ہوسکتی۔''

(المصابيح في صلاة التّراويح : 17)

تنبیه :

احمد یار خان گجراتی صاحب اپنی کتاب ''جاء الحق'' (2/243) میں ''نمازِ جنازہ میں الحمد شریف تلاوت نہ کرو۔'' کی بحث میں امامِ ترمذی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ منکرِ حدیث ہے۔''

لیکن اپنی اسی کتاب (447/1) کے ضمیمہ میں مندرج رسالہ ''لمعات المصابیح علی رکعات التراویح'' میں اس کی حدیث کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ یہ منصفانہ رویہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم !

نیز اس روایت میں حکم بن عتیبہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام کو چوبیس رکعتیں اور تین رکعات وتر پڑھائے۔

(تاريخ جرجان لأبي قاسم حمزة بن يوسف السهمي، ص 275)

تبصرہ :

موضوع ہے:

① عمر بن ہارون بلخی ''متروک و کذاب'' ہے۔ اسے امام احمد بن حنبل، امام عبد الرحمٰن بن مہدی، امام عبد اللہ بن مبارک، امام عجلی، امام علی ابن مدینی، امام نسائی، امام دارقطنی، امام ابن حبان اور امام ابوحاتم رازی رحمہم اللہ وغیرہم نے مجروح اور غیر ثقہ قرار دیا ہے۔ حافظ ابوعلی نیشاپوری رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔ امام یحیٰ بن معین اور امام صالح جزرہ رحمہما اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔ امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلنَّاسُ تَرَكُوا حَدِيثَهٗ.

''محدثین کرام نے اس کی حدیث کو متروک کہا ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 141/6)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ عَلٰى ضَعْفِهٖ.

''اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔''

(تلخيص المستدرك : 848)

② محمد بن حمید رازی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' و ''کذاب'' ہے۔

③ ایک غیر معروف راوی ہے۔

③ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو نماز پڑھایا کریں۔ فرمایا: لوگ دن میں روزہ تو رکھتے ہیں، لیکن قراءت اچھی طرح نہیں کر سکتے، اگر آپ رات کو ان پر قرآن پڑھیں، تو اچھا ہو۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: امیر المومنین! پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معلوم ہے، تاہم یہ ایک اچھی چیز ہے، چنانچہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں۔ (كنز العُمّال: 409/8)

تبصره :

سند ''ضعیف'' ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ ربیع بن انس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اَلنَّاسُ يَتَّقُونَ حَدِيْثَهٗ، مَا كَانَ مِنْ رِّوَايَةِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْهُ، لِأَنَّ فِيْهَا اضْطِرَابٌ كَثِيْرٌ.

''محدثین اس کی ان روایات سے بچتے ہیں، جو ابوجعفر نے ان سے بیان کی ہیں، کیونکہ ان میں بہت اضطراب ہے۔''

(الثّقات: 228/4)

مذکورہ بالا روایت بھی ربیع بن انس سے عیسیٰ بن ابو عیسیٰ بن ماہان ابوجعفر رازی بیان کر رہا ہے، یہ جرح مفسر ہے، جسے ردّ کرنا جائز نہیں۔

④ حسن بصری رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر

جمع کیا، وہ انہیں بیس رکعات پڑھاتے تھے۔‘‘

(سنن أبي داود، سير أعلام النّبلاء : 400/10، جامع المسانيد والسّنن لابن كثير : 55/1)

تبصرہ :

① عِشْرِينَ رَكْعَةً کے الفاظ صریح تحریف کا شاخسانہ ہیں۔ اصل الفاظ عِشْرِينَ لَيْلَةً تھے۔ بعض ناشرین نے بیس راتوں کے الفاظ کو بدل کر عِشْرِينَ رَكْعَةً کر دیا، صد افسوس!

سنن ابو داؤد کے کسی نسخہ میں بیس رکعتوں کے الفاظ نہیں ہیں۔ تمام نسخوں میں بیس راتوں کا ہی ذکر ہے۔ حال ہی میں محمد عوامہ کی تحقیق سے جو سنن ابو داود کا نسخہ چھپا ہے، جس میں سات آٹھ نسخوں کو سامنے رکھا گیا ہے، اس میں بھی عِشْرِينَ لَيْلَةً یعنی بیس راتوں ہی کا ذکر ہے۔ محمد عوامہ لکھتے ہیں :

مِنَ الْأُصُوْلِ كُلِّهَا .

’’تمام بنیادی نسخوں میں یہی الفاظ ہیں۔‘‘

(سنن أبي داوٗد بتحقيق محمّد عوّامة : 256/2)

عِشْرِينَ رَكْعَةً کے الفاظ محرف ہونے پر ایک زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ (السّنن الكبرىٰ : 298/2) نے یہی روایت امام ابو داود رحمہ اللہ کی سند سے ذکر کی ہے اور اس میں عِشْرِينَ لَيْلَةً (بیس رات) کے الفاظ ہیں۔

یہی الفاظ فقہائے احناف اپنی کتابوں میں ذکر کرتے رہے ہیں۔

رہا مسئلہ سیر اعلام النّبلاء اور جامع المسانید والسنن میں عِشْرِينَ رَكْعَةً کے الفاظ

کے پائے جانے کا، تو یہ ناسخین کی غلطی ہے، کیوں کہ سنن ابو داوٗد کے کسی نسخے میں یہ الفاظ نہیں ہیں، یہاں تک کہ علامہ عینی حنفی نے شرح ابی داود (343/5) میں صرف عِشْرِینَ لَیْلَۃً کے الفاظ ذکر کیے ہیں، نسخوں کا اختلاف تک ذکر نہیں کیا۔

اگر رَکْعَۃً کے الفاظ کسی نسخے میں ہوتے، تو علامہ عینی حنفی ضرور بالضرور نقل کرتے۔ اسی لیے علامہ شوق نیموی حنفی (1322) نے بھی اسے بیس رکعت تراویح کے دلائل میں ذکر نہیں کیا۔

② اگر بعض حضرات کی بات صحیح تسلیم کر لی جائے، تو بھی یہ ان کی دلیل نہیں بن سکتی، جیسا کہ خلیل احمد سہارنپوری صاحب (1346ھ) لکھتے ہیں:

''ایک عبارت بعض نسخوں میں ہو اور بعض میں نہ ہو، تو وہ مشکوک ہوتی ہے۔''

(بذل المجهود: 471/4، بيروت)

مولانا سرفراز خان صفدر صاحب ایک دوسری روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''جب عام اور متداول نسخوں میں یہ عبارت نہیں، تو شاذ اور غیر مطبوعہ نسخوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟'' (خزائن السنن: 97/2)

لہٰذا فریق ثانی کے مذکورہ اصول سے بھی روایت مشکوک ہوئی۔

تنبیہ :

احمد یار خان نعیمی، گجراتی صاحب (1391ھ) نے بھی اس روایت میں «عشرين ليلة» کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

(جاء الحق: 95/2، بحث: قنوتِ نازلہ پڑھنا منع ہے)

③ نیز یہ انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' بھی ہے، جیسا کہ علامہ زیلعی حنفی اور علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ .

''حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔''

(نصب الرّاية : 126/2، شرح أبي داود : 343/5)

لہٰذا یہ روایت منقطع ہوئی، کیا شریعت منقطع روایات کا نام ہے؟

④ علامہ عینی حنفی نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(شرح سنن أبي داود : 343/5)

⑤ اس روایت کو حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :565/1)

⑥ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعت تراویح بمع وتر کا حکم دینا صحیح سند سے ثابت ہے۔

(المؤطّأ للإمام مالك : 138، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 496/2، شرح معاني الآثار للطّحاوي :293/1، معرفة السنن والآثار للبيهقي : 42/4، فضائل الأوقات للبيهقي : 274، قيام اللّيل للمروزي : 220، مشكاة المصابيح :407/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام طحاوی حنفی نے اس حدیث سے حجت لی ہے۔

⑤ یزید بن رومان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لوگ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں تیئیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔

(المؤطّأ للإمام مالك :98/1، السنن الكبرٰى للبيهقي :494/1)

تبصرہ :

سند انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔ یزید بن رومان نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا، جیسا کہ

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ .

''یزید بن رومان نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔''

(نصب الراية للزيلعي : 163/2)

لہذا یہ روایت منقطع ہوئی، جب کہ موطا امام مالک میں اس منقطع روایت سے متصل پہلے صحیح و متصل سند کے ساتھ ثابت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے گیا رہ رکعت کا حکم دیا تھا۔

✿ مولانا انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

تَرْجِيحُ الْمُتَّصِلِ عَلَى الْمُنْقَطِعِ .

''ضابطہ یہ ہے کہ متصل کو منقطع پر ترجیح ہوتی ہے۔''

(العرف الشّذي : 11)

مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں:

''روایت موطا امام مالک منقطع ہے۔''

(أشرف الجواب : 172)

صحیح احادیث کے مقابلے میں منقطع روایت سے حجت پکڑنا درست نہیں۔

⑥ یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 393/2)

تبصرہ :

سند انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، جیسا کہ

علامہ نیموی حنفی لکھتے ہیں:

يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ .

''یحییٰ بن سعید انصاری نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔''

(التعليق الحسن : 253)

⑦ عبدالعزیز بن رُفَیع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو مدینہ میں بیس رکعات اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 393/2)

تبصرہ :

سند انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، جیسا کہ نیموی حنفی لکھتے ہیں :

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ لَمْ يُدْرِكْ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ .

''عبدالعزیز بن رفیع نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔''

(التعليق الحسن : 253)

⑧ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگ رمضان میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔

(مسند علي بن الجعد : 2825، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 496/2، وسندهٗ صحيحٌ)

تبصرہ :

یہ بیس رکعتیں پڑھنے والے لوگ صحابہ کرام کے علاوہ اور لوگ تھے، کیوں کہ صحابی رسول سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں :

كُنَّا (أَيِ الصَّحَابَةَ) نَقُومُ فِي عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِإِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً .

''ہم (صحابہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں گیارہ رکعات (نمازِ تراویح بمع وتر) پڑھتے تھے۔''

(حاشية آثار السّنن : 250، وسندهٗ صحيحٌ)

صحابہ کرام کے خلاف دوسرے لوگوں کا عمل حجت نہیں، نیز روایت میں اس بات کی کوئی وضاحت نہیں کہ آیا یہ غیر معروف لوگ بیس رکعات سنت موکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے یا ویسے نفل کے طور پر پڑھتے تھے۔

اگر کوئی آٹھ کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ کو زائد نفل سمجھ کر پڑھے، تو اس میں کیا حرج ہوسکتا ہے، یہ لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

''ابن ہمام نے آٹھ رکعات کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے، سو یہ قول قابل طعن کے نہیں۔'' (براہین قاطعہ :18)

مزید لکھتے ہیں:

''سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے، اگر خلاف ہے، تو بارہ میں۔'' (براہین قاطعہ :195)

⑨ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(معرفة السّنن والآثار للبيهقي : 42/4)

تبصرہ :

شاذ ہے۔ امام مالک، امام یحییٰ بن سعید قطان اور امام دراوردی رحمہم اللہ وغیرہم کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس میں شذوذ ہے۔ اگرچہ خالد بن مخلد ''ثقہ'' ہے، لیکن کبار

ثقات کی مخالفت کی وجہ سے اس کی روایت قبول نہ ہوگی۔ اسی روایت میں کبار ثقات گیارہ رکعات بیان کر رہے ہیں۔

⑩ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قرائے کرام کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 2/496)

تبصره :

روایت ''ضعیف'' ہے:

① حماد بن شعیب ''ضعیف'' ہے۔ امام یحیٰی بن معین، امام ابو زرعہ، امام نسائی اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہم نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

② عطاء بن السائب ''مختلط'' ہے۔ حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں، جنہوں نے اس سے قبل از اختلاط سنا ہے۔

⑪ ابوحسناء بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ (مصنّف ابن أبي شيبة : 2/393)

تبصره :

سند ''ضعیف'' ہے۔ ابوحسناء ''مجہول'' ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ .

''غیر معروف ہے۔'' (ميزان الاعتدال في نقد الرّجال : 4/515)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیر معروف راویوں کی روایات کا مکلّف نہیں ٹھہرایا۔

⑫ اعمش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (مختصر قيام اللّيل للمروزي : 157)

تبصرہ :

سند ''ضعیف'' ہے۔ عمدۃ القاری (127/11) میں یہ روایت حفص بن غیاث عن الاعمش کے طریق سے ہے، جب کہ حفص بن غیاث اور اعمش دونوں ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

گیارہ رکعت تراویح پر ایک تائید :

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ النِّيسَابُورِيُّ (م : ٣٢٤) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيجٍ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يُوسُفَ ابْنَ أُخْتِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ قَالَ : جَمَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّتَمِيمٍ الدَّارِيِّ، فَكَانَا يَقُومَانِ بِمَائَةٍ فِي رَكْعَةٍ فَمَا نَنْصَرِفُ حَتّٰى نَرٰى أَوْ نَشُكَّ فِيْ فُرُوعِ الْفَجْرِ قَالَ : فَكُنَّا نَقُومُ بِأَحَدَ عَشَرَ، قُلْتُ : أَوْ وَاحِدٍ وَّعِشْرِينَ؟ قَالَ : لَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ اِبْنُ خُصَيْفَةَ، فَسَأَلْتُ يَزِيدَ بْنَ خُصَيْفَةَ فَقَالَ : حَسِبْتُ أَنَّ السَّائِبَ قَالَ : أَحَدًا وَّعِشْرِينَ .

''سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کے ساتھ تراویح پڑھنے کے لیے جمع کر دیا، یہ دونوں ایک رکعت میں سو آیات پڑھاتے تھے، پھر جب ہم نماز سے فارغ ہونے لگتے، تو ہم کو گمان ہوتا کہ فجر ہو چکی ہے، سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔

اس روایت کے راوی اسماعیل بن امیہ رحمہ اللہ نے جب محمد بن یوسف رحمہ اللہ سے سنا، تو پوچھا: گیارہ رکعات یا اکیس رکعات؟ محمد بن یوسف رحمہ اللہ نے کہا: اس طرح کی بات یزید بن خصیفہ رحمہ اللہ نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنی ہے، اسماعیل بن امیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے یزید بن خصیفہ رحمہ اللہ سے اس بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: میرا گمان ہے کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے اکیس کہا تھا۔‘‘

(فوائد أبي بكر النيسابوري : 16)

یاد رہے کہ محمد بن یوسف نے گیارہ رکعت بیان کی ہیں۔

اسماعیل بن امیہ نے جب محمد بن یوسف سے پوچھا کہ گیارہ یا اکیس؟ کہنے لگے کہ اکیس والی بات یزید بن خصیفہ نے سنی تھی۔ اسماعیل بن امیہ نے یزید بن خصیفہ سے پوچھا کہ واقعی آپ نے اکیس والی سنی ہے؟ کہنے لگے: میرا گمان ہے کہ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے اکیس بیان کیں ہیں۔

اکیس رکعت بیان کرنے میں یزید بن خصیفہ کو وہم ہوا ہے، کیوں کہ

① یزید بن خصیفہ نے حَسِبْتُ کہہ کر شک کا اظہار کیا ہے۔

② یزید بن خصیفہ جب حفظ سے بیان کریں، تو اکثر وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَانَ يَهِمُ كَثِيرًا إِذَا حَدَّثَ مِنْ حِفْظِهِ.

’’جب حافظے سے بیان کرے، تو بہت زیادہ وہم کا شکار ہوتے ہیں۔‘‘

(مشاهير علماء الأمصار : 1066)

یہاں یہ روایت یزید بن خصیفہ نے اپنے حافظے سے ہی بیان کی ہے۔ لہٰذا یہ ان

کا وہم ہے، جیسا کہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔

جبکہ محمد بن یوسف سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے ہی بلا تردد گیارہ رکعت بیان کرتے ہیں۔

پھر اسماعیل بن امیہ محمد بن یوسف سے بیان کرنے میں متفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کے علاوہ چھ اور شاگردوں نے محمد بن یوسف سے یہی روایت گیارہ رکعت کے الفاظ سے بیان کی ہے، کسی نے بھی محمد بن یوسف پر اعتراض نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو

① امام مالک بن انس رحمہ اللہ (موطا امام مالک: 138)

② اسامہ بن زید اللیثی رحمہ اللہ (فوائد ابی بکر نیشاپوری: 17)

③ اسماعیل بن جعفر انصاری رحمہ اللہ (احادیث اسماعیل بن جعفر: 140)

④ عبد العزیز بن محمد دراوردی رحمہ اللہ (سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاوی للفتاوی للسیوطی: 416/1)

علامہ سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فِي الْمُوَطَّأَ وَفِي مُصَنَّفِ سَعِيدِ بْنِ مَنْصُورٍ بِسَنَدٍ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ: إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً.

''موطا امام مالک اور سنن سعید بن منصور میں حد درجہ کی صحیح سند سے مروی ہے کہ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت کا ذکر کیا۔''

(الحاوي للفتاوي للسيوطي :417/1)

⑤ امام یحیٰی بن سعید القطان رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: 7671)

⑥ امام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ (فوائد ابی بکر نیشاپوری: 19)

تمام شاگرد اپنے استاذ محمد بن یوسف رحمہ اللہ سے گیارہ رکعات ہی بیان کرتے ہیں،

کوئی تردد یا شک کا اظہار نہیں کرتا۔ ثابت ہوا کہ اسماعیل بن امیہ کا محمد بن یوسف سے استفسار کرنا تردد یا شک کی بنا پر نہ تھا۔ والحمد للہ!

نوٹ :

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے اکیس رکعت کے الفاظ یزید بن خصیفہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیے۔

مصنف عبدالرزاق (7733) کی ایک روایت میں الحارث بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب سدوسی سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے 23 رکعات کا ذکر کرتے ہیں، لیکن وہ روایت ہی جھوٹی ہے، کیونکہ

① ابراہیم بن محمد اسلمی متروک وکذاب ہے۔

② امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

نکتہ :

جو احباب یزید بن خصیفہ رحمہ اللہ کی 21 رکعات والی روایت کو درست مان کر مسنون 20 رکعات تراویح کی دلیل بناتے ہیں، انہیں ایک وتر کے جواز کا فتویٰ بھی دینا پڑے گا، کیا ہمارے بھائی ایک وتر کا فتوی دیں گے؟

الحاصل :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے بیس تراویح پڑھنا قطعا ثابت نہیں، سنت صرف آٹھ رکعات ہیں۔علامہ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

دَعْوٰی أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً لَّمْ يَصِحَّ .

یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ نے اس رات صحابہ کرام کو بیس رکعت پڑھائی تھیں، درست نہیں۔''(المصابيح في صلاة التراويح للسيوطي)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ أَنَّ الْعِشْرِينَ رَكْعَةً لَّمْ تَثْبُتْ مِنْ فِعْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ بیس رکعت تراویح پڑھنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔''(المصابيح في صلاة التّراويح)

باقی امام عطاء بن ابی رباح، امام ابن ابی ملیکہ، امام سوید بن غفلہ رحمہم اللہ وغیرہم کا بیس رکعت پڑھنا ہمارے احباب کے لئے مفید مطلب نہیں۔ کیوں کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ بیس رکعت کو سنت مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے۔ دُعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں حق کا فہم عطا فرمائے۔آمین!

نماز تهجد اورتراويح ميں كوئي فرق نهيں :

نماز تہجد اور تراویح میں کوئی فرق نہیں، یہ ایک نماز کے دو نام ہیں۔بعض حضرات کہتے ہیں کہ تراویح اور تہجد دونوں علیحدہ نمازیں ہیں۔تو ان کی یہ بات محل نظر ہے، علامہ انور شاہ کاشمیری فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهٗ صَلَّى التَّرَاوِيحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلٰى حِدَةٍ فِي رَمَضَانَ، بَلْ طَوَّلَ التَّرَاوِيحَ، وَبَيْنَ التَّرَاوِيحِ وَالتَّهَجُّدِ فِي عَهْدِهٖ لَمْ يَكُنْ فَرْقٌ فِي الرَّكْعَاتِ، بَلْ فِي الْوَقْتِ وَالصِّفَةِ، أَيِ اَلتَّرَاوِيحَ تَكُونُ بِالْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ بِخِلَافِ

التَّهَجُّدِ، وَإِنَّ الشُّرُوعَ فِي التَّرَاوِيحِ يَكُونُ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَفِي التَّهَجُّدِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ.

''ایسی کوئی روایت ثابت نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان میں نماز تہجد اور تراویح الگ الگ پڑھی ہوں، بلکہ عہد رسالت میں رکعات کے اعتبار سے تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں تھا، البتہ وقت اور طریقے میں کچھ فرق تھا کہ تہجد کے برعکس تراویح مسجد میں باجماعت ادا کی جاتی تھی۔ اسی طرح تراویح رات کے اول حصے میں پڑھی جاتی تھی اور نماز تہجد رات کے آخری حصہ میں ادا کی جاتی تھی۔''

(العرف الشّذي :1/166)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ، لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ، قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، قَالَ : فَقَالَ : «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ»، قَالَ : فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ، لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ، جَمَعَ أَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَّفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قَالَ : قُلْتُ : وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ : السُّحُورُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِقِيَّةَ الشَّهْرِ.

''ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے قیام نہیں کروایا، تیئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کروایا۔ چوبیسویں کو قیام نہیں کروایا، پھر پچیسویں کو نصف رات تک قیام کروایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش کہ آپ پوری رات قیام کرواتے۔ فرمایا: باجماعت نماز پڑھنے پر پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ چھبیسویں رات قیام نہیں کروایا۔ ستائیسویں شب صحابہ کرام کو بمع اہل وعیال قیام کروایا، تا آنکہ ہمیں خدشہ ہوا کہ ہم ''فلاح'' سے محروم نہ رہ جائیں۔ راوی نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ کہا: سحری۔ پھر بقیہ ایام قیام نہیں کروایا۔''

(مسند الإمام أحمد : 159/5، سنن أبي داود : 1375، سنن النّسائي : 1606، سنن التّرمذي : 806، سنن ابن ماجه : 1327، وسندهٗ صحيحٌ)

نبی کریم ﷺ نے ساری رات قیام فرمایا، یہ قیامِ رمضان تھا، اس رات الگ سے نماز تہجد ادا کرنے کا وقت ہی نہیں تھا۔ معلوم ہوا کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔

رہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے ساری رات قیام نہیں فرمایا، اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ ایسا نہیں کرتے تھے، مگر کبھی کبھار ایسا کر لیا کرتے تھے یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات عدم علم پر محمول ہے۔

تراويح سے زائد نوافل كي ادائيگي :

جب کوئی تراویح پڑھ لے، تو بعد میں مزید نوافل پڑھ سکتا ہے، مثلاً کوئی شخص لیلۃ القدر کی تلاش میں تراویح کے بعد زائد نفل ادا کر کے شب بیداری کرے۔ اصل میں

مسئلہ یہ ہے کہ ممنوع اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت نوافل پڑھنا چاہے، تو کوئی پابندی نہیں۔سلف کے عمل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔شام پڑ گئی، تو ہمارے پاس افطاری کی۔اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کیا اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیں۔میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

«لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ».

''ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔''

(سنن أبي داود: 1439، سنن النّسائي: 1680، سنن التّرمذي: 470، وسندهٗ حسنٌ، وأخرجه أحمد: 23/4، وسندهٗ حسنٌ أيضًا)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، جب کہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1101) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2449) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 481/2)

❀❀❀❀❀❀❀